TQ-Lesson 197 Surah Namal Ayat 22-44 tafseer4

آیت نمبر 41. قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنظُرْ أَتَهْتَدِىٓ أَمْ تَكُونُ مِنَ ٱلَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ

ترجمہ. حضرت **سلیمان علیہ السلام نے کہا "انجان طریقے سے اس کا تخت اس کے سامنے رکھ دو، دیکھیں وہ صحیح بات تک پہنچتی ہے یا اُن لوگوں میں سے ہے جو راہِ راست نہیں پاتے"**

قَالَ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا **نَكِّرُوا لَهَا** اس کے معنی یہ ہیں کہ صورت بدل دو اس کے لئے **عَرْشَهَا** اس کے تخت کی انجان طریقے سے یا پھر صورت بدل کر اس کا تخت اس کے سامنے رکھ دو **نَنظُرْ** ہم دیکھیں **أَتَهْتَدِىٓ** کیا وہ ہدایت پاتی ہے **أَمْ تَكُونُ** یا وہ ہے **مِنَ ٱلَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ** ان لوگوں میں سے جو نہیں ہدایت پاتے اب آپ دیکھئے کہ یہ آیت نمبر 41 سورت النمل سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ملکہ سبا بیت المقدس پہنچ گئی ہے یمن سے یہ بیت المقدس پہنچ چکی ہے فلسطین پہنچ چکی ہے اب وہاں پر اس کا استقبال ہوا ہے وہ کس طرح وہاں پر پہنچی ہے اس کی تفصیل قرآن یہاں بیان نہیں کرتا بس اتنا پتہ چل رہا ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقات کے لئے ان کے محل میں پہنچ گئی ہے اور بلقیس جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پہنچتی ہے توحضرت سلیمان علیہ السلام ملکہ سبا کی عقل کا امتحان لیتے ہیں اور یہاں پر کیا لفظ استعمال کیا گیا **قَالَ** حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا **قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا** تو **نَكِّرُوا** کا لفظ استعمال ہوا ہے جو **(ن ک ر)** ہے اس میں دو باتیں بنیادی طور پر پائی جاتی ہیں ایک اجنبیت اور دوسرا ہے ناگواری اور تنکیر کی ضد تعریف ہوتی ہے اور آپ کو یہ بات بھی پتہ ہےکہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے'' **تعرف الاشیاء باضدادھا**'' چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں ۔ **تعرف الاشیاء** پہچانی جاتی ہیں اشیاء **باضدادھا**'' یہ ضد کی جمع اضداد تو آج سے آپ نے لکھنا ہے کہ چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں تو اب میں **نکرو** کو آپ پر واضح کرنا چاہ رہی ہوں اور میں نے بتایا ہے تنکیر کی ضد کیا ہے تعریف، تعریف کے معنی کیا ہوتے ہیں آپ کسی کو جیسے پہچان لیتے ہیں عرف سے ہے جانی پہچانی چیز تو تب ہی آپ اس کی پھر تعریف کرتے ہیں تو تنکیر جو ہے اس کے معنی کیا ہیں کسی کو نہ پہچاننا اجنبیت محسوس کرنا اور یہاں پہ بھی نکرو کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں کہ اس کی حالت کو بدل کر ایسا کر دو کہ ملکہ تخت کو پہچان نہ سکے اس کی اس سے جان پہچان نہ ہو بلکہ اس کو اجنبیت لگے یہ ہے یہاں پہ **قَالَ نَكِّرُوا لَهَا** کہ اس کی جو صورت ہے اس کو بدل دو اس کے تخت میں کچھ ہیر پھیر کر دو کچھ ادل بدل کر دو تو یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہی ہے کس کو کہی ہے جو بھی ان کے قریبی لوگ تھے جو ان کے درباری تھے جو ان کے کارکن تھے ان سے کہی ہے اب آپ دیکھیں ردو بدل سے پھر مراد کیا ہے کہ اس کی جو وضع قطع ہے اس میں کچھ تبدیلی کر دی جائے اور اس کے معنی کیا ہیں کہتے ہیں کہ جو ان کے ساتھی تھے انہوں نے تخت کے اندر اس کی ظاہری شکل تھی یا ظاہری اس کی جو سجاوٹ تھی اس میں کچھ تبدیلی کر دی تخت میں ایسی تبدیلی جس سے وہ پوری طرح پہچانا نہ جا سکے تو کیوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ حکم دیا وہ یہ جاننا چاہتے تھے کیا وہ اتنی عقل مند ہے کہ وہ پہچان سکے کہ یہ اس کا تخت ہے یا کسی اور کا تو دراصل یہ جو تبدیلی تھی کہتے ہیں کہ آپ کے کاریگر تھے انہوں نے کچھ ہیرے جواہرات اکھیڑے ایک جگہ سے اور دوسرے جگہ لاکر جڑ کر دیئے ظاہری طور پر اس کا تخت جو تھا وہ بہت ہی قیمتی تخت تھا بڑی ہی خوبصورت اس کی بناوٹ تھی اور جو آپ

کے کارکن تھے انہوں نے اس تخت کے اندر تبدیلی کر دی پھر آپ دیکھیں کہ جب تبدیلی ہو گئی تو **نَنظُر** ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں **أَتَهْتَدِىٓ** وہ صحیح بات تک پہنچتی ہے **أَمْ تَكُونُ مِنَ ٱلَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ** یا وہ ان لوگوں میں سے ہے جو راہ راست نہیں پاتے یہ جو فقرہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اچانک اپنے ملک سے اتنی دور اپنا تخت موجود پائے گی وہ اس بات کو سمجھ جاتی ہے یا نہیں سمجھتی کہ کیسے اس کا تخت یہاں تک پہنچ گیا اور اس کا تخت اتنی دور پہنچنا کوئی آسان تھوڑی تھا اتنی دور اچانک اس کا تخت پہنچ گیا تو کیسے پہنچا کہتے ہیں کہ اصل بات کیا تھی کہ اس نے تخت کو بہت سے کمروں کے آگے اور ایک ایسی جگہ پر رکھا ہوا تھا جس کے ساتھ بہت سے پہریدار بھی تھے تو ایسا نہیں تھا کہ ایک دم کوئی اس کے تخت کو پکڑتا اور اٹھا کر یہاں لے آتا تو تخت جو تھا وہ قیمتی تھا اور ویسے بھی وہ حفاظت میں تھا تو اس لئے کہا کہ دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے تخت کو پہچانتی ہے کہ نہیں ہدایت پاتی ہے کہ نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے یہاں پر اس جملے کا کہ اس حیرت انگیز معجزے کو دیکھنے کے بعد وہ پھر بھی مطیع ہوتی ہے یا گمراہی پر قائم رہتی ہے کیونکہ یہ معجزہ ہے تخت بلقیس اتنی دور سے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں وہ پہنچ چکا ہے اور پہنچا بھی کیسے ہے جب وہ اپنے محل سے نکل گئی تاکہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقات کرے تو ہوا کیا کہ پیچھے سے پھر اس کا تخت اٹھایا گیا اور اس کے آنے سے پہلے وہاں پر موجود ہے تو عام بندہ تو ایسا نہیں کر سکتا تو یہ کیا تھا یہ بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا کارنامہ تھا یہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معجزہ عطا کیا تھا جو لوگ ان کے مطیع تھے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے علم اور حکمت سے نوازا تھا تو یہ سارا اس کا اظہار تھا تو اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام یہ بات بتا رہے ہیں کہ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ توحید اختیار کرتی ہے شرک کو چھوڑ کر، اب بھی وہ بات کو سمجھتی ہے کہ نہیں اور ویسے بھی آپ دیکھیں کہ ملکہ سبا کیوں اس نے یمن کے علاقے کو چھوڑا کیوں بیت المقدس کا سفر کیا پہلے تو اس نے مانا نہیں اس بات کو مطیع نہیں ہوئی نمبر دو اس نے تحفے تحائف بھیجے تو کہتے ہیں کہ جب اس کے سفیر واپس آئے تو انہوں نے بھی تعریف کی ہوگی یہ لگتا ہے کہ انہوں نے تعریف کی ہوگی بتایا ہوگا کہ کیا ان کی شان و شوکت ہے کیا ان کا جاہ و جلال ہے کس طرح کی ان کی حکومت ہے کیسی امارت ہے اور ان کو تحفہ تحائف ان چیزوں سے کوئی غرض نہیں ہے تو کہتے ہیں کہ اس چیز نے بھی اس کے وزیروں کو متاثر کیا حضرت سلیمان علیہ السلام ملکہ سبا کو یہ بات سمجھانا چاہتے تھے کہ میں واقعی اللہ کا نبی ہوں میں عام دنیا دار بادشاہ نہیں ہوں اور وہ یہ چاہتے تھے کہ جس راستے پر میں چل رہا ہوں توحید کے راستے پر ملکہ سبا بھی وہ راستہ اختیار کر لے ملکہ سبا جو شرک کرتی ہے جو اللہ کی نافرمانی کرتی ہے اس کو چھوڑ دے اس لئے اب حضرت سلیمان علیہ السلام اس کا امتحان لیتے ہیں تو تخت لانے کا مقصد ملکہ کو ہدایت دینا تھا ہدایت کی طرف لانا تھا ہدایت تو اللہ دیتا ہے ہدایت کی طرف لانا تھا نا کہ تخت پر قبضہ کرنا یہ بات ذہن میں رکھیے گا

آیت نمبر42. فَلَمَّا جَآءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُۥ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا ٱلْعِلْمَ مِن قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ

ترجمہ. ملکہ جب حاضر ہوئی تو اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ وہ کہنے لگی "یہ تو گویا وہی ہے ہم تو پہلے ہی جان گئے تھے اور ہم نے سرِ اطاعت جھکا دیا تھا (یا ہم مسلم ہو چکے تھے)"

فَلَمَّا جَآءَتْ پھر جب ملکہ آئی پھر جب ملکہ حاضر ہوئی تو اس سے کہا گیا اس سے سوال پوچھا گیا **أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ** کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر **أَ کیا أَهَٰكَذَا** کیا اسی طرح کا ہے **عَرْشُكِ** تیرا تخت تیرا **عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُۥ هُوَ** ملکہ نے کہا گویا کہ وہ ہی ہے اب یہاں پر کیا بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جو ہیں اس طرح سے بات اس کے سامنے رکھتے ہیں بڑے ہی محتاط انداز میں بڑے ہی خوبصورت انداز میں اور بڑا ہی عقلمندانہ سوال اس کے سامنے کرتے ہیں کیوں کہ وضع و ہیئت میں کچھ تبدیلی تو تخت میں آگئی تھی اب صاف الفاظ میں وہ اسے یہ نہیں کہتے کہ یہ تیرا تخت ہے کہ نہیں بلکہ کیا کہتے ہیں کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے یہ نہیں پوچھتے کہ یہ تیرا تخت ہے کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے اور وہ جواب دیتی ہے گویا کہ وہی ہے اب یہ بھی صاف الفاظ میں پوچھتے نہیں کہ کیا یہی تیرا ہے اور وہ کیا کرتی ہے کیونکہ وہ اپنی چیز کو پہچان لیتی ہے اور انسان اپنی چیز جو اتنے عرصے سے پاس ہوتی ہے اس کو پہچان لیتے ہیں تو اس کو پہچان لیتی ہے اور اپنے ہونے کی نفی بھی نہیں کرتی اور اپنے ہونے کا اثبات بھی نہیں کرتی بلکہ کس طرح سے بات کرتی ہے گویا وہ ہی ہے یعنی اس میں اقرار ہے نہ نفی بلکہ نہایت محتاط جواب ہے گویا کہ یہ وہی ہے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ملکہ بڑی عقل مند ہے اور وہ پہچان جاتی ہے اور کہتی ہے ہم تو پہلے ہی جان گئے تھے **وَأُوتِينَا ٱلْعِلْمَ** اور ہم کو علم دیا گیا **مِن قَبْلِهَا** اس سے پہلے یہ جو تخت کا واقعہ ہے اور میرا محل میں آنا ہے اس سے پہلے ہی ہمارے پاس علم آ گیا تھا ہم سمجھ گئے تھے ہم مان گئے تھے ہم نے اقرار کر لیا تھا **وَكُنَّا مُسْلِمِينَ** اور ہم نے سرِ اطاعت جھکا دیا تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ملکہ صاف صاف الفاظ میں یہ اعتراف کرتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظمت کا ان کی شوکت کا ان کا جو جلال ہے اور کہتی ہے کہ اس کا علم ہمیں پہلے بھی ملا تھا ہم قلبی طور پر مطیع ہو گئے ہیں اور ہو رہے تھے **مِن قَبْلِهَا** کا مطلب کیا ہے یہ جو واقعہ ہے یہ جو معجزہ ہے تخت کا اس سے پہلے ہی ہم مطیع ہو رہے تھے ہم مان رہے تھے اس بات کو کیونکہ جو سفیروں نے جا کر اطلاع دی جو آپ کا خط تھا جو غیر معمولی طریقے سے آپ تک پہنچا تھا خط کا جو مضمون تھا جس طرح سے وہ **مہر** لگا ہوا تھا تو مختلف سارا انداز کیا کہتی ہے **وَأُوتِينَا ٱلْعِلْمَ مِن قَبْلِهَا** کہ ہمیں اس واقعے سے پہلے ہی ہمیں علم دے دیا گیا ہم جان گئے تھے **وَكُنَّا مُسْلِمِينَ** اور ہم نے سرِ اطاعت جھکا دیا تھا تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ہم مان گئے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور ہم آپ کے مطیع فرمان ہو گئے اچھا ایک رائے یہ ہے کہ آیت نمبر 42 کا جو یہ حصہ ہے نا **وَأُوتِينَا ٱلْعِلْمَ** یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے ملکہ سبا کا نہیں ہے ایک رائے یہ بھی ہے پھر اس کا مطلب کیا ہوگا جب ملکہ یہ کہتی ہے گویا کہ یہ وہی ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا یہ قول ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ پہلے ہی یہ علم دے دیا گیا تھا کہ ملکہ سبا تابع فرمان ہو کر حاضر خدمت ہوگی **وَأُوتِينَا ٱلْعِلْمَ** اب بہت سے باتیں ہوئی ہوں گی ان میں سے ایک بات کیا ہے ہمیں پہلے ہی بات یہ بتا دی گئی تھی یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بات بتا دی تھی کہ جو تخت کا معجزہ ہے یا یہ ملکہ سبا کا بیت المقدس تک پہنچنا اس سے پہلے ہی ہمیں یہ بات بتا دی گئی تھی کہ ملکہ سبا تابع فرمان ہو کر آئے گی ہم مسلم ہو چکے تھے تو گویا کہ ایک قول یہ ہے کہ یہ ملکہ سبا کا قول ہے اور دوسرا قول ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے تو آپ دیکھ لیجئے کہ اگلی آیت سے کیا بات پتہ چلتی ہے

آیت نمبر 43. وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِن قَوْمٍ كَٰفِرِينَ

ترجمہ۔ اُس کو (ایمان لانے سے) جس چیز نے روک رکھا تھا وہ اُن معبودوں کی عبادت تھی جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی، کیونکہ وہ ایک کافر قوم سے تھی

وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ ٱللَّهِ اور اس کو روک رکھا تھا یعنی کس چیز سے روک رکھا تھا؟ ایمان لانے سے جس چیز نے روک رکھا تھا **وَصَدَّهَا** اور اس کو روک رکھا تھا **مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ ٱللَّهِ** جس کی وہ عبادت کرتی تھی تو ان بتوں نے اس کو روک رکھا تھا **وَصَدَّهَا** اور اس کو روک رکھا تھا کیونکہ وہ اللہ کے سوا جن معبودوں کو پوجتی تھی ان معبودوں نے اس کو توحید اختیار کرنے سے روک رکھا تھا تو یہاں پہ کیا بات پتہ چلتی ہے کہ یہاں پر جب وہ معجزہ دیکھتی ہے تو ایک اس کا ترجمہ کیا کیا جاتا ہے کہ گویا کہ اس کو روک رکھا تھا **وَصَدَّهَا** اس کو روک رکھا تھا ملکہ سبا کو روک رکھا تھا" **ما"** کیا ہے وہ معبود جس کی وہ پوجا کرتی تھی **مَا كَانَت تَّعْبُدُ** جس کی وہ پوجا کرتی تھی یعنی ان بتوں کی جو وہ پوجا کرتی تھی یعنی **إِنَّهَا كَانَتْ مِن قَوْمٍ كَٰفِرِينَ** اور بے شک وہ ایک کافر قوم سے تعلق رکھتی تھی تو چونکہ اب یہاں پہ اللہ تعالی یہ بات بتا رہے ہیں کہ کیوں وہ ضدی تھی ،کیوں وہ کہنا نہیں مان رہی تھی، کیوں اس نے توحید اختیار نہیں کی یہاں پہ اس کی پوزیشن کو واضح کیا جارہا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ وہ کافر قوم میں پیدا ہوئی تھی ہوش سنبھالنے کے بعد اس نے کیا دیکھا کہ لوگ بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہیں سورج کو پوجتے ہیں تو یہ چیز اس کے راستے کا حجاب بن گئی رکاوٹ بن گئی اور جب وہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملتی ہے اور معجزہ دیکھتی ہے تو یہ رکاوٹ ہٹ جاتی ہے اس کی آنکھیں کھل جاتی ہیں تو یہ بات اہم ہے بعض لوگ کیا بتاتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کا قول ہے کہ اسے اللہ کی عبادت سے جس چیز نے روک رکھا تھا وہ غیر اللہ کی عبادت کرتی تھی اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ کافر قوم سے تعلق رکھتی تھی اور یہ کس کا قول ہے اللہ تعالی کا تو توحید کی حقیقت سے بے خبری اس کی بڑی وجہ کافر قوم میں پیدائش اس میں پلنا بڑھنا اور پھر اسی طرح سورج کی پوجا کرنا تو اللہ تعالی اس کی حیثیت کو واضح کر رہے ہیں اچھا دوسرا ایک قول اور بھی ہے یہ جو **وَصَدَّهَا** ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کو روک دیا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہے کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو روک دیا کہ وہ غیر اللہ کی عبادت نہ کیا کرے **وَصَدَّهَا** اور اس کو روک دیا کس نے روکا اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے **مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ ٱللَّهِ** کہ اللہ کو چھوڑ کر وہ جس کی عبادت کرتی تھی جب وہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملی اس نے معجزہ دیکھا تو اس چیز نے اس کو سورج کی پوجا سے عبادات کی رسموں کی پوجا سے یا توحید کو چھوڑ کر جو وہ شرک کر رہی تھی اس سے روک دیا کس نے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو **وَصَدَّهَا** اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ یہ اللہ تعالی کا قول ہے اللہ تعالی اس کی پوزیشن کو واضح کر رہے ہیں تو پھر اس کو کسی چیز نے روکا بتوں نے روکا کہ وہ اللہ کی عبادت نہ کرے کیونکہ وہ کافر قوم سے تعلق رکھتی تھی اگر آپ یہ کہتی ہیں کہ یہ قول ہے جیسے ہم ایک رائے مفسرین کی مانتے ہیں کہ اس کو روکا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے پھر اس کے معنی کیا ہو جائیں گے ہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو توحید کی دعوت دی تو یہ ہے کہ اسے انہوں نے روک رکھا تھا جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتی رہی یقیناً وہ کافر قوم سے تعلق رکھتی تھی تو بہرحال یہ ایک علمی بات تھی آپ کی اگر سمجھ میں آ رہی ہے تو بڑی اچھی بات ہے اور ویسے بالکل واضح بھی ہے بت روک رہے تھے اس لئے کہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتی تھی وہ سورج کی پوجا کرتی تھی وہ کافر قوم سے تعلق رکھتی تھی اور جن کی وہ عبادت کرتی تھی اللہ کو چھوڑ کر اس وجہ سے وہ اڑی ہوئی تھی اس پر اور وہ اللہ کے آگے جھکتی

نہیں تھی اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ اتنا عرصہ تو ایسے کرتی رہی پھر کسی نے اس کو روکا حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت میں ان کے معجزے نے اس پر اثر کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے علم وحکمت سے اتنی متاثر ہوئی کہ قلبی طور پر وہ مطیع ہو گئی اب عملی طور پر ابھی نہیں تھی قلبی طور پر وہ مطیع ہوئی اور پھر وہ گئی حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اور ان بتوں کو چھوڑ دیا وہ جو قوی زنجیریں تھیں قوی جو رابطے تھے خاندان کے جو رسم و رواج تھے ان کو توڑ دیا اور اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئی وہ ایمان لے آئی تو یہاں عمل کے لئے ہمیں کیا اصول ملتا ہے کہ ماحول انسان پر اثر انداز ہوتا ہے وہ کافرانہ ماحول میں تھی تو کفر کرتی رہی اور شرک کرتی رہی اور اپنے خاندان کی جو رسم و روایات تھیں جو طور طریقے تھے اس کو نبھاتی رہی جب وہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملی ان کا خط پڑھا اور سفیر ان کے پاس سے واپس گئے تو پھر کیا ہوا کہ ماحول کا بھی اثر ہوا تو راستے کے جو بھاری پتھر تھے اس کو وہ ہٹانے میں کامیاب ہو گئی یہ چیز بہت مشکل ہے اور خاص طور پر کوئی امام کوئی قیادت کرنے والا ان کے لئے تو یہ چیز بہت مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ اگر وہ چلتے ہیں تو لوگ ان کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں لوگ ان کے غلام بن جاتے ہیں اگر وہ صحیح راستے پر چلنے لگتے ہیں ٹھیک راستے پر ہدایت کے راستے پر چونکہ وہ امام ہوتے ہیں لوگ اِن کی پیچھے پیچھے چلنے لگتے ہیں تو یہ ہے بات **وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِن قَوْمٍ كَٰفِرِينَ** کہ وہ ایک کافر قوم سے تعلق رکھتی تھی

آیت نمبر 44. قِيلَ لَهَا ٱدْخُلِى ٱلصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَن سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُۥ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّن قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّى ظَلَمْتُ نَفْسِى وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَٰنَ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ

ترجمہ۔ اس سے کہا گیا کہ محل میں داخل ہو اس نے جو دیکھا تو سمجھی کہ پانی کا حوض ہے اور اترنے کے لئے اس نے اپنے پائنچے اٹھا لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا یہ شیشے کا چکنا فرش ہے اس پر وہ پکار اٹھی "اے میرے ربّ، (آج تک) میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی، اور اب میں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی"

قِيلَ لَهَا کہہ دیا گیا اس سے فاعل کا پتہ نہیں چل رہا کیونکہ **قِيلَ** جو ہے وہ ماضی مجہول ہے اس سے کہہ دیا گیا **ٱدْخُلِى ٱلصَّرْحَ** محل میں عام محل نہیں بلکہ **ٱلصَّرْحَ** کونسا محل ہے جو نقش و نگار سے مزین ہے نقائص سے پاک ہے اور بلند بھی ہے بہت خوبصورت محل میں اس کو کہا گیا کہ تم اس میں داخل ہو جاؤ اور یہ محل کس کا محل تھا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل تھا تو کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خادموں کی طرف سے ملکہ سے یہ درخواست کی گئی کہ وہ محل کے اندر تشریف لے جائیں اور یہ محل بھی عام محل نہیں تھا شیش محل تھا شیش محل کے معنی کیا ہوتے ہیں شیشے کا بنا ہوا اب ہوا کیا **فَلَمَّا رَأَتْهُ** پھر جب اس نے اس کو دیکھا **فَلَمَّا** پھر جب **رَأَتْهُ** جب اس نے اس کو دیکھا **رَأَتْهُ** آیا ہے ماضی کا کیونکہ وہ عورت تھی تو تْ آیا ہے "هُ "کس کو دیکھا **ٱلصَّرْحَ** کو جب اس نے اس محل کو دیکھا **حَسِبَتْهُ** پھر کیا ہوا اس نے گمان کیا وہ سمجھی **لُجَّةً** کے معنی کیا ہیں کہ یہ پانی کا حوض ہے اور **لُجَّةً** جو ہے دراصل کہتے ہیں گہرے پانی کو یا حوض کو کہتے ہیں یا وہ جگہ جو درمیان میں ہوتی ہے جیسے سمندر کے پانی میں وہ جگہ جو بڑی درمیان میں ہوتی ہے تو اس کی

گہرائی کی وجہ سے اس کو **لُجَّ** کہا جاتا ہے دریا میں پانی کا حوض تو اس نے یہ سمجھا کہ یہ پانی کا حوض ہے، یہ گہرا پانی ہے اور **وَكَشَفَتْ** اور **وَكَشَفَتْ** کے لفظی معنی کیا ہوتے ہیں کھولنا ہٹا دینا اور عن بھی آگیا **وَكَشَفَتْ عَن سَاقَيْهَا** ۚ اور اس نے اٹھا لئے ،ہٹا دیے **سَاقَيْهَا** اپنی دونوں پنڈلیوں سے یعنی اس نے اپنی پنڈلیوں سے پائنچے اٹھا دیے یا پھر آپ یہ کہیں کہ اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دی تو اس کے معنی کیا ہیں کہ اب جب اس نے یہ سمجھا کہ یہ تو بہت زیادہ گہرا پانی ہے اور اس نے سوچا میں پانی میں داخل ہونے لگی ہوں تو پانی میں داخل ہوتے ہی انسان فوراً اپنے پائنچے اوپر چڑھاتا ہے کہ کہیں پانی اس کو لگ نہ جائے تو اس حصے میں مفسرین کیا بتاتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شفاف شیشے کا ایک محل تعمیر کروایا تھا اس کے نیچے پانی بہتا تھا اور پانی پر شیشے کی چھت تھی اس پانی میں مچھلیاں اور دوسرے پانی کے جانور رکھے گئے تھے اب جب ملکہ بلقیس وہاں پہنچی تو اسے کہا گیا کہ آپ محل میں تشریف لے جائیے اور وہاں پہ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر رونق افروز بھی تھے اب جو نہی اس نے قدم آگے رکھا اسے دیکھ کر وہ سمجھی کہ یہ حوض ہے اور یہ کیا ہے کہ یہ انسان کی فطرت ہے بالکل فطری انداز میں اس نے کیا کیا کہ اب آپ خود ہی سوچیں کہ صحن ہے اور شیشے کا بناہوا ہے لیکن شیشہ میں سے گہرا پانی کا حوض معلوم ہو رہا ہے پانی لہریں مار رہا ہے کیفیت بھی کچھ ایسی تھی جیسے آپ دیکھیں دور سے آپ ریت کا تودہ دیکھتی ہیں تو سیراب جیسا لگتا ہے۔ ریت کا تودہ دور سے ٹھاٹھیں مارتا ہوا پانی لگتا ہے تو اس کو بھی وہ لگا کہ ٹھا ٹھیں مارتا ہوا پانی ہے تو اس نے اپنے پائنچے اوپر ہٹا لئے تو **سَاقَيْنِ** ہے یہ اور نونِ تثنیہ کا یہاں سے ہٹ چکا ہے تو اس کے معنی کیا ہے کہ دونوں پنڈلیوں سے اس نے کپڑا ہٹا دیا پھر اللہ تعالی فرماتے ہیں **قال** اس کو کہا کس نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے **صَرحٌ** کہ یہ ایک محل ہے نقش و نگار سے بناہوا بڑا خوبصورت محل یہ ایک محل ہے **مُمَرَّدٌ ممرد** یہاں پہ میم اس کے شروع میں آئی ہے اور **مُمَرَّدٌ** کے معنی کیا ہیں کہ اصل میں **(م ر د)** جو ہے یعنی ایسا جس میں کوئی خیر نہ ہو یعنی صاف چکنا گھڑے ہوئے پتھروں کا بنا ہوا ہوا اس کو **مُمَرَّدٌ** کہتے ہیں جیسے وہ بچہ جو خوش شکل ہو ابھی اس پہ داڑھی نہیں آئی تو اب آپ دیکھیں اٹھتی ہوئی جوانی بھی خوبصورت ہوتی ہے ابھی داڑھی نہیں آئی اسی طرح وہ درخت جس پر ابھی پتے تو نہیں آئے لیکن وہ بھی بڑا خوبصورت ہوتا ہے بڑا ہو رہا ہوتا ہے تو **مُمَرَّدٌ** کے معنی یہاں پہ کیا ہیں یہ جڑاؤ کے معنی میں ہے اس کو نوٹ کرلیں **مُمَرَّدٌ** یہاں پہ تعمیر یا جڑاؤ کے معنی میں ہے کہ یہ شیشوں کا بناہوا، جڑاہوا محل ہے یہ شیشے کا چکنا محل ہے **مِّن قَوَارِيرَ** تو کیا ہے قواریر؟ نقش ونگار ہاں تو ایسا شیشہ جو مزین ہو جو نقش ونگار والا ہو تو اس سے آپ اندازہ کر سکتی ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ یہ شیشے کا چکنا محل ہے یہ شیشے کا چکنا فرش ہے۔ نقش ونگار والے شیشہ کے جڑاؤ سے تیار کیا ہوا یہ محل ہے **قَالَتْ** وہ پکار اٹھی **قَالَتْ رَبِّ** اے رب میرے **إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي** میں آج تک اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی **وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** اور اب میں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی اور میری پیاری بہنوں یہاں پہ یہ ملکہ سبا کا دوسرا امتحان تھا پہلا امتحان جو تھا وہ ملکہ سبا کا کونسا تھا تخت۔ تخت کی صورت بدل کر اس کے سامنے رکھی گئی کہ وہ اس کو پہچانتی ہے کہ نہیں یہ اس کی عقل کا امتحان تھا اب دوسرا امتحان جو ہے وہ پانی کے حوض سے کیا گیا اور اب آپ دیکھیں کہ یہاں پر شیشے کے صحن کو پانی کا لہریں مارنے والا گہرا حوض سمجھ کر اس کو مغالطہ ہوا ہے تو اس کا کیا مطلب ہے اب آپ اس میں ذرا غور کریں کہ پانی اگر گہرا ہے اس کے اندر اور وہ ٹھاٹھیں مار رہا ہے تو پانی کے اندر کیا ہوتی ہے ایک چمک دمک ہوتی ہے ایک آب وتاب ہوتی ہے بالکل اسی طرح سے اب سورج کی بھی تو چمک دمک ہے ظاہری طور پر وہ نظر آتا ہے اس میں ایک آب وتاب ہے تو لوگوں نے جب اس کو معبود

سمجھا تو یہ بھی معبود سمجھ کر اس کی عبادت کرتی رہی یعنی پانی کے اوپر تو شیشہ تھا لیکن اس نے کیا سمجھا کہ گویا کہ پانی ہی میں پاؤں رکھ رہی ہے تو اتنا عرصہ وہ سورج کی پوجا کرتی رہی اس کو اصل معبود سمجھ کر اور وہ اصل معبود تو تھا نہیں گویا کہ وہ پانی کا حوض تھا سمجھ آئی بات کی آپ نے حاصل کیا اس نکتہ کو یا نہیں تو اصل بات کیا ہے کہ شیشے کے صحن کو پانی کا لہریں مارنے والا گہرا حوض سمجھ کرمجھے جو مغالطہ ہوا اسی طرح میں اور میری قوم سورج کی چمک دمک دیکھ کر اس کو معبود سمجھنے لگی یہ تھی ہماری غلطی اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا اب آپ دیکھ لیجئے کہ یہ بات بڑی اہم ہے کہ اب ملکہ کی آنکھیں پوری کھل گئیں اور کہنا کہ ہر آزمائش میں ہر امتحان میں تھوڑی سے سمجھ آتی ہے لیکن پھر آپ دوبارہ اسی میں چلے جاتے ہیں تو پہلی چیز کیا تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط دوسری چیز کیا تھی تحفوں کو رد کرنا حضرت سلیمان علیہ السلام نے قبول نہیں کیے اس سے بھی ملکہ نے سمجھا کہ یہ بادشاہ کسی اور ہی طرز کا ہے تیسری چیز کیا تھی کہ وہ جو سفیر گئے تھے کہتے ہیں کہ انہوں نے جا کر ملکہ کو بتایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ان کی حکمت ان کی متقیانہ جو زندگی تھی جب سفیروں نے جا کر بتایا وہ اتنی متاثر ہوئی کہ اس نے کہا کہ مجھے خود جا کر اس سے ملاقات کرنی چاہئے اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ قول ہے کہ ہم تو پہلے ہی مان گئے تھے اور ہم تو مسلمان ہو گئے تھے چوتھی چیز کیا تھی عظیم الشان اس کا جو تخت تھا آناً فاناً مآرب سے بیت المقدس تک پہنچ گیا مآرب کیا تھا دار الحکومت کا نام یمن کے اب ملکہ کو معلوم ہو گیا کہ اس شخص کی پشت پر اللہ کی طاقت ہے اور آخری چیز کیا تھی کہ اس نے یہ دیکھا کہ یہ شخص جو ہے اللہ نے اس کو اتنی دنیا دی ہے اتنا تعیش اتنا سامانِ عیش اتنے شاندار محل میں یہ شخص رہتا ہے اور کس قدر غرور نفس سے یہ پاک ہے کتنا خدا ترس ہے کتنا نیک ہے کس طرح بات بات پر اس کا سر اللہ کے آگے شکر گزاری کے لئے جھکا جاتا ہے اس کی زندگی دنیا دار جو لوگ ہوتے ہیں یا دنیا دار جو بادشاہ ہوتے ہیں ان کی زندگی سے کتنی مختلف ہے یہی چیز تھی جس نے اس کو پکارنے پر مجبور کر دیا اور اس کی زبان سے کیا نکلا **رَبِّ إِنِّى ظَلَمْتُ نَفْسِى** اے میرے رب آج تک میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی **وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَٰنَ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** اور اب میں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت کو قبول کر لیا تو آپ یہ بات یاد رکھیں کہ ایک طرف اس کے پاس ایران کے اور دنیا کے جو بادشاہ تھے ایک طرف حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جاہ و جلال تھا ان کی شان و شوکت تھی اور دوسری طرف حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس عبدیت کا جمال تھا تو وہ اللہ کے بندے تھے تو عبدیت کے جمال کے ساتھ اگر کسی کے پاس شاہانہ جمال ہو جلال ہو تو پھر کوئی خرابی نہیں ہے۔ ملکہ کے بارے میں تورات میں کیا لکھا ہے کہ ملکہ کس طرح سے آئی اور اس کے تاثرات کا ذکر تورات میں اس طرح سے ہے اور جب سبا کی ملکہ نے خداوند کے نام کی بابت حضرت سلیمان علیہ السلام کی شہرت سنی تو وہ آئی تاکہ مشکل سوالوں سے اسے آزمائے اور وہ بہت بڑی جلو کے ساتھ یروشلم آئی(بیت المقدس) جب وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچی تو اس نے ان سب باتوں کے بارے میں جو اس کے دل میں تھیں اس سے گفتگو کی حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سب کا جواب دیا اور جب سبا کی ملکہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی ساری حکمت اور اس محل کو جو اس نے بنایا تھا اور اس کے دسترخوان کی نعمتوں اور اس کے ملازموں کی نشست اور اس کے خادموں کی حاضر باشی اور ان کی پوشاک اور ان کے ساتھیوں اور اس سیڑھی کو جس سے وہ خداوند کے گھر کو جاتا تھا دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے اور اس نے بادشاہ سے کہا کہ وہ سچی خبر تھی جو میں نے تیرے کاموں اور تیرے حکمت کی بابت اپنے ملک میں سنی تھی تو اب کیا ہے کہتی ہے کہ تب تو میں نے وہ باتیں قبول نہیں کیں باور نہ کیں جب تک خود آ کر اپنی آنکھوں سے

اسے دیکھ نہ لیا اور مجھے تو آدھا بھی نہیں بتایا گیا تھا کیونکہ تیری حکمت اور عقلمندی اس شہرت سے جو میں نے سنی بہت زیادہ ہے خوش نصیب ہیں تیرے لوگ اور خوش نصیب ہیں تیرے یہ ملازم جو تیرے برابر تیرے حضور کھڑے رہتے اور تیری حکمت کی باتیں سنتے ہیں خداوند تیرا خدا مبارک ہو جو تجھ سے ایسا خوشنود ہوا کہ تجھے اسرائیل کے تخت پر بٹھایا اور اس نے بادشاہ کو 120 قنطار سونا اور مصالحوں کا بہت بڑا انبار اور بیش بہا جواہرات دئیے اور جیسے مصالحے سبا کی ملکہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دئیے ویسے پھر کبھی ایسی بہتات کے ساتھ نہ آئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیا کیا انہوں نے سبا کی ملکہ کو سب کچھ جس کی وہ مشتاق تھی اور جو کچھ اس نے مانگا پھر وہ دیا پھر وہ اپنے ملازموں سمیت اپنی مملکت کو لوٹ گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو بہت کچھ دیا تو بہرحال یہ کچھ باتیں تورات کی آپ کے سامنے رکھی ہیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ بہت زیادہ متاثر ہوئی اور پھر ساتھ ہی اس نے دین اسلام کو قبول کر لیا تو ایک طرف دیکھیں فرعون کا کردار ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر اس کے دربار میں گئے ہیں اور فرعون قبول نہیں کرتا دوسری طرف اہل مکہ ہیں رسول اللہ ﷺ کو ان کے درمیان میں رہتے ہوئے کتنے سال ہو چکے ہیں دعوت دیتے ہوئے وہ قبول نہیں کر رہے ہیں انکار کر رہے ہیں ہٹ دھرمی،ضد دکھا رہے ہیں تیسری طرف جو ہے وہ ملکہ سبا کا کردار ہے تو وہ اللہ رب العالمین پر ایمان لے آئی اور کیا تھا **عَلیٰ وَجْہُ الْبَصِیرَہ** کی وجہ سے بہت سے واقعات اس کے سامنے آتے رہے اور آہستہ آہستہ یہ دینِ اسلام کو قبول کرتی چلی گئی تو اصل بات کیا ہے اتنا بڑا فرما روا اور اس کے پاس کئی گنا زیادہ مال و دولت یعنی اس کے پاس ملکہ سبا سے بڑھ کر مال و دولت تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لیکن وہ اتنا اللہ کے شکر گزار اور اس کے ساتھ کیا ہے کہ ان چیزوں نے ملکہ سبا کو مجبور کر دیا کہ وہ برملا حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایمان کا اعلان کر دے تو یہ ہے اہم پیغام جو ہمیں ملکہ سبا کے کردار سے ملتا ہے اچھا اب ہم ایک دفعہ پھر جتنا ہم نے پڑھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں اور ملکہ سبا کے بارے میں تو ہم یہ دیکھ لیتے ہیں کہ ہمارے عمل کے لئے پھر اس میں سے اصول کیا نکلتے ہیں تو پہلی چیز جو ہمارے سامنے آتی ہے وہ نظام شوریٰ کی اہمیت اور افادیت ہے کہ آپ جہاں پہ بھی ہیں جماعت میں ہیں یا گھر کے اندر یا خاندان کے اندر یا معاشرے کے اندر تو وہاں پہ کیا ہونا چاہئے نظام شوریٰ ہونا چاہئے وہ بہت اہم ہے اور ہمیں جو کمی بیشی لگتی ہے ہمیں مشورے دینے چاہئیں جیسے ہمارے پاس بھی ایک ڈبہ ہے آپ کی جماعت میں ہم نے رکھا ہوا ہے اس میں آپ بغیر نام کےلکھیں بعض اوقات یہ لگتا ہے کہ اگر امی ابو کو کوئی بات کی تو برا مانیں گے یا استاد کو کہیں گے تو برا مانیں گے تو آپ اپنا فرض جو ہے وہ ادا کرتے رہیں اور استاد یا والدین یا کوئی بھی ہے وہ ذمہ داران ہیں وہ برا کیوں مانیں کیونکہ مشورہ جو ہے اس میں برکت ہوتی ہے اس میں رحمت ہوتی ہے تو عمل کے لئے اصول ہمارے سامنے کیا آیا کہ جس طرح آپ دیکھیں کہ ملکہ بلقیس بھی اپنے جو درباریوں سے مشورہ کر رہی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام بھی مشورہ کر رہے ہیں تو اس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ہمیں مشورہ کرنا چاہئے اور پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور خاص طور پر یہاں ملکۂ سبا کا مشورہ ہمارے سامنے جو ہے وہ کردار اس کا آتا ہے اچھا اب دوسری بات دوسرا اصول کیا ہے کہ اصل چیز عقیدہ اور ایمان ہے عقیدہ اور ایمان انمول ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے سے یہ ہمیں درس ملتا ہے کہ ایمان عقیدہ دین اور اسلام انمول ہیں ،قیمتی ہیں بہت زیادہ بہترین ہیں ان کے بدلے میں دنیا جہاں کی ساری دولت امارت ہیچ ہے تو یہی بات ہے جو ملکۂ سبا کو ایمان لانے پر مجبور کر دیتی ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام ملکۂ سبا کی کسی چیز سے متاثر نہیں ہوتے نا اس کے تخت سے، نا اس کے وفود سے نا اس کے تحفوں سے اور حضرت سلیمان علیہ السلام

کا کردار اہل ایمان حکمرانوں کو یہ درس دیتا ہے دنیا میں قیامت تک ہر رہنما کو یہ درس دیتا ہے اور وہ کیا ہے کہ ایمان کی خاطر دنیا کا بڑا سے بڑا بھی اگر کسی کو لالچ ملے تو وہ اس کو ٹھکرا دے رشوت کو قبول نہ کرے اور اس کے بدلے ایمان اور عقیدے کی دعوت اس کو دنیا میں عام کریں سعودی عرب کا بادشاہ ہو یا پھر فلسطین کا ہو یا پاکستان کا جو بھی اسلامی ممالک کے امراء ہیں ان مسلم حکمرانوں کے لئے اس میں عبرت ہے کہ چند ٹکوں کی خاطر ایمان اور اہل ایمان کے خلاف ہنود اور یہود کے دست و بازو نہ بنیں اپنے ایمان والے مجاہدین کو ان کے سپرد نہ کریں اور عیش و عشرت کی جو زندگی ہے اس کی بجائے ایمان اور عقیدے کی زندگی کو ترجیح دیں یہ اہم کردار ہے کہ عقیدہ اور ایمان انمول ہیں تیسری بات جو ہمیں پتہ چلتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کردار سے تواضح اور انکساری کا درس کیونکہ عام طور پر لوگوں کے پاس جب بہت زیادہ علم ہوتا ہے یا دولت ہوتی ہے تو ان کے اندر کبر آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو علم کے موتیوں سے مالا مال کیا تھا بہت دیا تھا اور مقام اور مرتبہ بھی بہت اونچا تھا لیکن آپ دیکھ لیں کہ چیونٹیوں کی بولی سمجھ کر غرور میں مبتلا نہیں ہوتے ہدہد کے لئے سزا کا ارادہ کرتے ہیں لیکن جب ہدہد اپنی غیرحاضری کا عذر پیش کرتا ہے تو اس کو معاف کر دیتے ہیں۔ تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ آپ کے اندر انکساری پائی جاتی تھی پھر اس لئے ہمیں ایک اور پیغام ملتا ہے کہ عالم الغیب صرف ذاتِ الٰہی ہے کیوں اس لئے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو ہدہد نے بات بتائی حضرت سلیمان علیہ السلام کو تو نہیں پتہ تھی تو اس لئے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کیونکہ ہدہد آ کر کہتا ہے **فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ** کہ غیب کا علم صرف اور صرف کس کے پاس ہے اللہ رب العزت کے پاس تو کیسے لوگ کہتے ہیں کہ ہم غیب کی خبریں جانتے ہیں اور جن بھی نہیں جانتے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام فوت ہو چکے تھے اور آپ کی وفات کی خبر بڑے عرصے بعد جنوں کو پتہ چلی جب وہ لاٹھی جس کو گھن نےکھا لیا جیسے سورت سبا میں آپ اس کے بارے پڑھیں گی آیت 14 میں پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے نے جو ان کے عصا کو کھا رہا تھا جب حضرت سلیمان علیہ السلام گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کی عذاب میں مبتلا نہ رہتے تو جنوں کو بھی غیب کی خبر نہیں ہے اور پیغمبروں کو بھی نہیں ہے اچھا پھر ایک عمل کا اصول کیا پتہ چلتا ہے کہ توحید پرست ہد ہد جو انجینئر تھا وہ انجینئرنگ کرتا تھا پرندوں میں بھی بہت سے جنرل تھے اور انجینئر تھے تو اب یہ انجینئر جب نظر نہیں آیا جو نیچے سے پانی کا پتہ بتاتا تھا کہ پانی قریب ہے اور پھر زمین کھو دی جاتی تھی تھا یہ توحید پرست تو اس نے عجیب بات کیا بتائی کہ بڑے قریب میں جوپڑوسی ملک میں ملکہ ہے وہ کیا کرتی ہے وہ سورج کی پوجا کرتی ہے اس لئے وہ بڑا حیران تھا ملکۂ بلقیس کی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے اس کے تخت کا ذکر کرتا ہے اس کی شکایت کیا کرتا ہے تخت کی شکایت نہیں کرتا وہ کہتا ہے عرش عظیم اور اس کی حاصل شدہ نعمتوں کا بھی ذکر کرتا ہے پر شکایت کس کی کرتا ہے **وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ ٱلسَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ** تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ باقی چیزیں بھی کائنات کی ان کے اندر توحید کا اللہ کی پہچان کا اللہ کی اطاعت کا احساس پایا جاتا ہے اور یہی توحید کا درس دینے کیلئے انبیاء کو بھیجا گیا تو پرندہ تو کام کرے انسانوں کو بھیجا اور اللہ تعالی نے کئی لاکھ انبیاء کو بھیجا اور انسان میں اور آپ وہ کام نہ کرے مجھے اور آپ کو لوگ جو شرک میں نظر آتے ہیں ہم ان کو توحید کی دعوت نہ دیں ہمیں کوئی اچھنبا نہ ہو ہمیں کوئی پریشانی نہ ہو ہمیں کوئی حیرت نہ ہو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ توحید پرست جو انجینئر ہدہد تھا اس کی باتیں میرے اور آپ کے لئے نصیحت اور ہدایت سے کم نہیں ہیں اس سے ہمیں نصیحت اور عبرت حاصل کرنی چاہئے اور پھر ہم کیا کرتے ہیں دستگیر اور گنج بخش

اس طرح غوث اعظم کی باتیں کرتے ہیں پھر اسی طرح ایک اور پیغام ملتا ہے اور وہ کیا ہے کہ فن تعمیر کا شاہکار محل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے جو اپنے انعامات کی بارش کی ہوئی تھی تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ کی عبادت کرتے ہوئے عبدیت میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حصار میں رہتے ہوئے نعمتوں کا استعمال کرنا کوئی غلط نہیں ہے بادشاہی میں فقیری کی یہ ہے اصل بات کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایسا نہیں تھا کہ دنیا کے ہو گئے دنیا ان کے قدموں کے نیچے تھی پر دل انہوں نے اللہ کو دیاہوا تھا تو یہ اور پھر اہم پیغام جو اس پورے واقعہ کا اس کہانی کا نچوڑ ہے اور وہ ہے شکر گزاری۔ ہمیں شکر گزاری اختیار کرنی چاہئے کہ اللہ کا ہو جانا چاہئے اور یہ بات ہم یاد رکھیں کہ شکر گزاری بڑی تاثیر رکھتی ہے شکر گزاری سے کیا ہوتا ہے کہ نعمتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں اور جب انسان نا شکری کرتا ہے تو اللہ تعالی نعمتوں سے محروم کرتا چلا جاتا ہے سورت ابراہیم آیت نمبر 7 (اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا اور اگر تم نا شکری کروگے تو یاد رکھو میرا عذاب بڑا سخت ہے) تو جو اہم بات ہے وہ کیا ہے کہ ہم سب کو اللہ کا شکر گزار ہونا چاہئے اللہ نے جن نعمتوں سے ہمیں نوازا ہے ان نعمتوں کا ادراک کریں ان نعمتوں کا احساس کریں تو اگر ہم شکر ادا کریں گے زبان سے بھی دل سے بھی عمل سے بھی پرانی نعمتیں ہمارے پاس قائم رہیں گی ان کو بقا ملے گا اور نئی نعمتیں اللہ تعالی ہم کو عطا کریں گے **وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ** ہمیں زیادہ نعمتیں چاہئے تو اللہ تعالی کیا کہتے ہیں اور جب تیرے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا یہ سورت ابراہیم ہے اس میں اللہ تعالی کہتے ہیں کہ تیرے رب نے کہا کہ اگر تم شکر گزاری کروگے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا تو آئیے اللہ تعالی کا شکر ادا کریں الحمدللہ رب العالمین اس جملے کو کثرت سے کہنا مختلف دعائیں پڑھنا اور پھر اپنے دل کے اندر شکر کے احساس پیدا کرنا اور اپنے عمل کے اندر بھی اور اپنی گفتگو سے جو شکوے شکایتیں ہیں اس کو میں اور آپ ختم کریں کبھی ساتھیوں کی کبھی والدین کی کبھی اولاد کی کبھی دوستوں کی اور یاد رکھیں دنیا میں ہر شخص آزمائش میں ہے لیکن کیا کرنا ہے

؎ زندگی کا سفر کاٹنا ہے اگر

جھوم کر آہ بھرنے کا فن سیکھ لیں

تیرا سوز دروں تجھ کو دے گا جنون

جھوم کر رقص کرنے کا فن سیکھ لیں

اس کا یہ نہیں مطلب کہ رقص کرنا شروع کرنا ہے بلکہ کیا ہے کہ زندگی کے جو نشیب و فراز ہیں ہنستے مسکراتے اس میں سے گزرنا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ میرے اور آپ کے سامنے ہے آپ سب سے بڑھ کر شکر گزار تھے کیسے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں صحابہ کہتے ہیں کہ آپ سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا اور عورتیں زیادہ ناشکری کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج میں جہنم میں عورتوں کو زیادہ دیکھا کبھی شوہروں کا شکوہ اور کبھی زمانے کا اور کبھی صحت نہ ہونے کا اور کبھی بڑھاپے کا اور نہ جانے پتہ نہیں کتنی فہرستیں ہیں تو آج سے ایک کام یہ ہے کہ میں اور آپ خود اپنا جائزہ لیں کہ صبح سے لے کے شام تک ہم نے کتنے شکوے کئے ہیں کتنی شکایتیں کی ہیں کتنی اللہ کی کی ہیں اور کتنی لوگوں کی کی ہیں اور کتنا میں نے اللہ کا شکر ادا کیا ہے اور کتنی نافرمانیاں کی ہیں اور کتنی اللہ کی اطاعت کی ہے یہ کہانیاں بڑی اچھی ہیں بڑی

خوبصورت ہیں لیکن یہ ساری کہانیاں جو اللہ تعالیٰ پیغمبروں کی سناتے ہیں ان سے ایک ہی ہمیں پیغام ملتا ہے اور وہ کیا ہے **وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَٰنَ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** اور اب میں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کرلی اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنا اپنے اندر عاجزی انکساری پیدا کرنا اللہ نے جو نعمتیں عطا کی ہیں ان کا استعمال کرنا اور ہمارے پاس جو نعمتیں ہیں وہ ہمارے چہرے بشرے ہمارے جسم سے ہمارے لباس سے ہمارے گھر کے استعمال سے نظر آنی چاہییں لیکن کبر کا رنگ لئے ہوئے نہیں عبدیت کا جمال لئے ہوئے اللہ کے آگے جھکنے کا احساس لئے ہوئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا کرے **سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَيْکَ**